OPEN ACCESS
ACTA ISLAMICA
ISSN (Print): 2411-7315
ISSN (Online): 2791-0067
http://sbbu.edu.pk/actaislamica

قرآنی ابلاغ کی روشنی میں طاغوتی عناصر کا جائزہ

An Overview of the False Elements in the Light of Quranic Literature

Dr. Sumbal Ashraf
Assistant Professor, L.C.W.U, Lahore
hsa_rani@yahoo.co**m**

Hafiz Intizar Ahmad
PhD Scholar, University of Okara
hsa_rani@yahoo.com

Abstract

The Quran is the Holy Book of Allah. The well-being of mankind depends on its commitment to this book. This practical commitment is not possible until this book is read and understood. The consciousness of reading and understanding this cannot be awakened unless the importance of it is realized. Western powers around the world are scrambling their subversive ideologies and agendas in which stead the man of today is bound up and on the path to destruction. It is imperative that today's Muslims understand the background and the reality of these radical ideas and that those who propagate them, whether they are non-religious or belonging to their own community, should fight them at every forum. This will be possible only if the Muslims themselves understand the Quranic message, know the spirit of this message, and follow it. The principles and rules laid down by the Qur'an are based on the good of humanity, guaranteeing world peace and guaranteeing ultimate success.

Keywords: *False Theories, Misuse of Technology, Globalization, Ultimate Enemy of Muslims, Tactical Powers, Fake Specification*

طاغوت (باطل نظریات):

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں: ”وَالطَاغُو تُ عبَا رَ ةٌُُ عن کّل متعّد، و کل معبود مِن دُونِ الله، و یستعمل فی الواحد والجمع“[1] ”الطاغوت سے مراد ہر وہ شخص ہے جو حدود شکن ہو اور تمام اجسام و نظریات جن کی رحمٰن

CC BY

کے علاوہ پرستش ہو اسے طاغوت کہا جاتا ہے اور یہ واحد، جمع دونوں میں استعمال ہوتا ہے"

قرآن حکیم میں یہ اصطلاح متعدد مقامات پر استعمال کی گئی ہے جیسے: { فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ }[2] جو شخص بتوں سے اعتقاد نہ رکھے"، {أَوْلِيَآؤُهُمُ الطَّاغُوتُ}[3] "ان کے دوست شیطان ہیں"، {يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُوٓاْ إِلَى الطَّاغُوتِ}[4] "اور یہ چاہتے ہیں کہ اپنا مقدمہ کسی سرکش کے پاس لے جائیں"، {فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ}[5] "جنہوں نے کفر کا راستہ اختیار کیا"، {وَالَّذِينَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ}[6] "اور جو لوگ طاغوت (بتوں) کی پوجا کے منکر ہوئے"

علامہ راغب اصفہانی بات جاری رکھتے ہوئے لکھتے ہیں: "فعبارة عن كل متعد، و لما تقدّم سمّی السّاحر، والكاهن، والمارد من الجن، والصارف عن طريق الخير طاغوتا، ووزنه فيما قال: فعلوت، نحو: جبروت و ملكوت، و قيل: اصله: طَغَووت، ولكن قلب لام الفعل نحو صاعقة و صاقعة، ثم قلب الواؤ الفا لتحرّكه وانفتاح ما قبله"[7]

"یہ عبارتیں متعدد معنی رکھتی ہیں، ان میں طاغوت سے مراد حدود شکن ہیں اور نافرمانی میں حد سے تجاوز کی بناپر ساحر، کاہن، سرکش جن اور ہر وہ چیز جو طریق حق سے پھیرنے والی ہو اسے طاغوت کہا جاتا ہے، بعض کے نزدیک فعلوت کے وزن پر ہے جیسے جبروت وملکوت اور بعض کے نزدیک اس کی اصل طاغوت ہے، پھر صاعقۃ اور صاقعۃ کی طرح پہلے لام کلمہ میں قلب کیا گیا ہے اور پھر واؤ کے متحرک اور ماقبل کے مفتوح ہونے کی وجہ سے الف سے تبدیل کیا گیا "

{قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ}[8]

"ہدایت گمراہی سے روشن ہو چکی ہے، پس جو لوگ پروردگار کے علاوہ طاغوت (بتوں) کی پوجا کے منکر ہوئے"

سیّد قطب شہید آیت کریمہ کے اس حصہ کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

"ان الكفر ينبغى ان يوجه الى ما يستحق الكفر، و هو الطاغوت، و ان الايمان يجب ان يتجه الى من يجدر الايمان به و هو "الله"- والطاغوت صيغة من الطغيان، تفيد كل ما يطغى على الوعى، ى يجور على الحق و يتجاوز الحدود التى رسمها الله للعباد، ولا يكون له ضابط من العقيدة فى الله، و من الشريعة التى يسنها الله، و منه كل منهج غير مستمد من الله، وكل تصور او وضع او ادب او تقليد لا يستمد من الله، فمن يكفر بهذا كله فى كل صورة من صوره و يؤمن بالله وحده و يستمد من الله وحده فقد نجا، و تتمثل نجاته فى استمساكه بالعروة الوثقىٰ لانفصام لها"[9]

" اس سے مراد کفر اور گمراہی ہے انسان کو اس سے نفرت محسوس کرتے ہوئے ہر طرح کی دوری اختیار کرنی

چاہیئے۔ الطاغوت، طغیان سے ہے مفہوم یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو درست فکر کو ترک کر دے اور حق سے سرکشی کرے۔ جو ان حدود سے آگے بڑھ جائے جو کہ پروردگار نے اپنے بندوں کے لئے قائم کی ہیں، اس کا اللہ تعالیٰ کے متعلق کوئی ضابطہ، عقیدہ نہ ہو، وہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کا پابند نہ ہو۔ اسی طرح ہر وہ نظام طاغوتی نظام ہے جو ذات باری تعالیٰ سے اخذ نہ کیا گیا ہو، اسی طرح ہر وہ عقیدہ، وہ تمام عادات و تقالید جو ذات باری تعالیٰ سے مستفار نہ ہوں، وہ سب طاغوت ہیں۔ پس ہدایت یافتہ وہی آدمی ہے جو طاغوت کے ایسے تمام ممکنہ معاملات کا انکار کرتے ہوئے صرف خدائے واحد کو اپنا مطمع نظر بنائے یہی حقیقی فلاح ہے یہ بالکل ایسے ہے جس طرح کوئی آدمی کٹھن صورتحال میں کسی ہیشگی پر مبنی مضبوط سہارے کو تھام لے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی کہتے ہیں: بغی، یعنی کفر کا راستہ جو کہ ٹیڑھا ہے اور بدبختی تک پہنچانے کا باعث ہے ایمان ہی سیدھا راستہ ہے جو لازوال سعادت تک لے جاتا ہے۔ طاغوت، طغیان سے ماخوذ ہے اس کا وزن فعلُوت ہے (اصل میں طغووت تھا) اول واؤ کو طاء اور غین کے درمیان لے گئے اور الف سے بدل دیا، یا طاغوت کا وزن فاعول سے لام کو تاء سے بدل دیا، یعنی اصل میں طاغول تھا لام کو حذف کر کے تاء کو بڑھا دیا۔ طاغوت سے مراد اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے تمام معبود یا وہ معبود جو اللہ تعالیٰ کی عبادت سے مانع ہوں خواہ جنی شیطان ہوں یا انسان ہوں۔[10]

مولانا امین احسن اصلاحی اس آیت کریمہ میں طاغوت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: طاغوت بروزن ملکوت و جبروت 'طغیٰ' کے مادہ سے ہے جس کے معنی حد سے آگے بڑھ جانے کے ہیں جو چیز اپنی مناسب حد سے آگے بڑھ جائے اس کے لئے عربی میں کہیں گے 'طغیٰ'، 'طغی الماء' پانی حد سے آگے بڑھ گیا۔ قوم ثمود جس آفت سے ہلاک ہوئی اس کے لئے طاغیہ بولا گیا یعنی حد سے بڑھی ہوئی آفت، یہیں سے حرف حدود عبدیت و بندگی سے نکل جانے کے لئے استعمال ہوا ہے اور جو حدود بندگی سے نکل جائے اس کو طاغوت کہنے لگے پھر وسعت اختیار کر کے یہ لفظ ان چیزوں پر بھی حاوی ہو گیا جو حدود بندگی سے نکل جانے کا باعث بنیں اہل لغت اسی وجہ سے اس کی تشریح عام طور پر یوں کرتے ہیں: (اَلطَّاغُو تُ عِبَادَةٌ عَن کُلِ مُعتَدٍ وَ کُل مَعبُو دٍ مِن دُو نِ اللہ) "طاغوت سے مراد ہر وہ وجود ہے جو بندگی سے نکل جائے اور ہر وہ معبود جسے رحمٰن کے علاوہ پوجا جائے"۔[11]

قرآن حکیم میں یہ لفظ مختلف مقامات پر آیا ہے اور ہر جگہ اس کے مقابل کا ذکر کر کے اس کے مختلف مفاہیم پر روشنی ڈالی ہے مثلاً زیر بحث آیت میں:

{فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللهِ}[12]

"پس جو شخص دوسرے معبودان کا منکر ہو کر ایمان باللہ پر قائم ہو"

یہاں اللہ تعالیٰ کے تقابل سے واضح ہے کہ طاغوت سے مراد ماسوا اللہ تعالیٰ ہے اسی طرح:

{ الَّذِينَ آمَنُواْ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَالَّذِينَ كَفَرُواْ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ }[13]

"اہلِ ایمان اپنے پروردگار کے راستے میں لڑتے ہیں اور کفار اس راہِ حق کو چھوڑ کر باطل کی خاطر لڑتے ہیں "اس کے بعد معاً فرمایا { فَقَاتِلُواْ أَوْلِيَاء الشَّيْطَانِ } "تم شیطان کے رفقاء سے لڑو" اس سے طے ہوا کہ طاغوت سے مراد شیطان ہے اور شیطان کا لفظ شیاطین انس اور شیاطین جن دونوں کا احاطہ کرتا ہے، اسی طرح ایک دوسرے مقام میں اس لفظ کو کتاب الٰہی اور طریقہ رسول ﷺ کے مخالف طریقہ کے ضمن میں استعمال فرمایا ہے:

{ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُواْ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُواْ إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُواْ أَن يَكْفُرُواْ بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُضِلَّهُمْ ضَلاَلاً بَعِيدًا --- وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْاْ إِلَى مَا أَنزَلَ اللّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنكَ صُدُودًا }[14]

"کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا؟ جن کا دعویٰ تو یہ ہے کہ جو کچھ آپ ﷺ پر اور جو کچھ آپ ﷺ سے قبل اتارا گیا ہے اس پر ان کا ایمان ہے لیکن وہ اپنے فیصلے غیر اللہ کی طرف لے جانا چاہتے ہیں حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ شیطان کا انکار کریں شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ انہیں بہکا کر دور ڈال دے۔ ان سے جب بھی کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کلام کی اور رسول ﷺ کی طرف آؤ تو آپ دیکھ لیں گے کہ یہ منافق آپ ﷺ سے منہ پھیر کر کے جاتے ہیں "

اس آیت کریمہ میں {أَن يَتَحَاكَمُواْ إِلَى الطَّاغُوتِ} کے بالمقابل {تَعَالَوْاْ إِلَى مَا أَنزَلَ اللّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ} فرما کر یہ واضح کر دیا کہ یہاں طاغوت سے مراد وہ چیزیں ہیں جو کتاب الٰہی اور سنت رسول ﷺ کے خلاف ہیں، یعنی ہر وہ چیز جو اللہ رب العزت کی عبودیت واطاعت سے دور کر دے یہ لفظ ان تمام چیزوں کا احاطہ کرتا ہے۔

{الَّذِينَ آمَنُواْ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّهِ وَالَّذِينَ كَفَرُواْ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ فَقَاتِلُواْ أَوْلِيَاء الشَّيْطَانِ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا }[15]

"اہلِ ایمان اپنے پروردگار کے راستے میں لڑتے ہیں اور کفار اس راہِ حق کو چھوڑ کر باطل کی خاطر لڑتے ہیں تم شیطان کے رفقاء سے لڑو یقیناً شیطانی بہانہ بے بنیاد و کمزور ہے"

میاں محمد جمیل کچھ یوں وضاحت کرتے ہیں: اللہ رب العزت اور حضور نبی کریم ﷺ کے مخالف جو بھی تصورات، نظریات اور عناصر ہوں، جس حالت میں بھی ہوں، وہ طاغوت کے رفقاء ہی سمجھے جائیں گے۔ پچھلی آیت مظلومین کی مدد پر دلالت کرتی ہے اس لئے قرآن کریم نے یہاں مسلمانوں کی ذہنی تیاری کے لئے اس امر کو بھی واضح کر دیا کہ کفار کی اصلی طاقت کچھ بھی نہیں ہے ان کا تکبر محض سطحی ہے اندرونی طور پر یہ بزدل اور بودے ہیں، کیونکہ یہ پروردگارِ عالم کے نافرمان ہیں جبکہ مسلمان ایمانی طاقت، مناسب تیاری، باہمی اتحاد اور اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر ڈٹ جائیں تو یہ ناقابل شکست ہیں جیسا کہ یہ خالقِ کائنات کی طرف سے بشارت ہے۔ مسلم تاریخ اس پر شاہد ہے کہ مومنین کامل یقین، باہمی اتحاد اور قتال فی سبیل اللہ کے لئے اخلاص کے ساتھ لڑیں تو کامیابی حاصل کرتے ہیں، رحمٰن کی نصرت کسی مہربان سائے کی طرح ان پر ہمیشہ سایہ

فگن رہی، کفار اور تمام طاغوتی قوتوں کو ہمیشہ منہ کی کھانی پڑی کیونکہ قوت و جبروت کا اصل سرچشمہ تو صرف ذاتِ باری تعالیٰ ہے جبکہ شیطان اور اس کے چیلوں کے ہاتھ میں سوائے مکر و فریب اور ضعف و کمزوری کے کچھ نہیں آیا، ایمانی قوت کے بالمقابل ان کی تمام کاوشیں بے سود ہوا کرتی ہیں۔[16]

طاغوتی عناصر:

1: ٹیکنالوجی کا غلط استعمال:

اس دور کو ٹیکنالوجی کا دور کہا جاتا ہے۔ٹی وی، کیبل، کمپیوٹر و انٹرنیٹ، موویز، رسائل وغیرہ یعنی پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا بہت فعال ہے جس کے مثبت نتائج بھی ہیں مگر ساتھ ساتھ تفریح کے نام پہ فواحش، منکرات کی تشہیر بھی کی جارہی ہے جو بچوں اور نوجوان نسل کی اخلاقی تربیت کے لئے زہر قاتل کا کردار ادا کررہی ہے۔نوجوان تو ہمیشہ ملک و قوم کی ترقی کے لئے بہترین افرادی و ذہنی قوت شمار کئے جاتے ہیں مگر یہ طبقہ اخلاقی انحطاط و زوال کا شکار ہوتا جارہا ہے خاندانی نظام کی ٹوٹ پھوٹ سے لیکر معاشرے کے ان تمام مسائل کا حل صرف اسلامی نظام ہے جوکہ اخلاقی قدروں پر مشتمل ایک مکمل اور ہمہ گیر تصورِ زندگی ہے۔ارشادِالٰہی ہے:

{يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ وَمَن يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ}[17]

"اے مومنو! شیطان کی پیروی نہ کرنا اور جو آدمی اس کی پیروی کرے گا وہ اسے معصیت میں مبتلا کرکے منکرات سکھائے گا"

2: عالمگیریت:

عالمگیریت کے نتیجے میں مغربی معاشرت اور ثقافت کا غلبہ ہوگا۔ڈاکٹر خالد علوی لکھتے ہیں: عالمگیریت دراصل مغربی کلچر کے غلبے کا ہی دوسرا نام ہے اور عالمی میڈیا کے ذریعہ اسے مسلط کرنے کی کوشش جاری ہیں۔یہ چیز معاشرتی و ثقافتی تباہی کا باعث بن رہی ہے۔خاندان کی تباہی و اخلاقی اقدار کی پامالی، فحاشی کا فروغ، ایثار و شفقت کا فقدان، خودغرضی، مفاد پرستی کا راج، غیرت و عصمت کی ناقدری اور یہاں تک کہ انسانیت بھی خرید و فروخت کے زمرے میں آئے گی۔ہم جنس پرستی معمول بنے گی اور قحبہ خانوں کو فروغ ملے گا۔خواتین کو آزادی نسواں کے نام پر بے حیائی کی صلیب پر قربان کردیا جائے گا۔عالمگیریت کا سب سے بڑا ہدف مسلمان معاشرے ہوں گے چونکہ اخلاقی قدروں کی تھوڑی بہت پاسداری صرف مسلمان معاشروں میں بچ گئی ہے لہٰذا انہیں زیر کرنے کے لیے تمام داخلی اور خارجی ہتھکنڈے استعمال کیے جائیں گے۔عالمگیریت اخلاق کی تباہی اور شرافت کی بربادی کے سواء کسی اور چیز کا نام نہیں ہے معاشرتی اعتبار سے ایک ایسا خوفناک طوفان اٹھ چکا ہے جس سے مسلمان معاشرے تباہی کی گھاٹ اتر جائیں گے۔[18]

ہمارے معاشرے میں اسلامی تہذیب کے اثرات بہت گہرے ہیں اور انھی اثرات کے نتیجے میں کچھ اخلاقی اقدار پیدا ہوئیں جن کی پاسداری ہمارا معاشرہ نسل در نسل کرتا چلا آرہا ہے۔ مگر بد قسمتی سے جب سے عالمگیریت (Globalization) کا نیا نمونہ شروع ہوا تو مغربی تہذیب نے تمام دنیا کے معاشرے اس کی زد میں آنے لگے اور افسوس کا مقام تو یہ ہے کہ اسلامی معاشروں نے بھی اس کے اثرات لینا شروع کر دیئے حالانکہ ان کے پاس اپنی مضبوط و مکمل بنیادوں کی حامل اسلامی تہذیب موجود ہے۔

3: طاغوت سے فیصلہ کرانا:

علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں: جب آپ ﷺ منافقین کے لئے صریح وحی سے فیصلہ کریں گے تو آپ ﷺ دیکھیں گے کہ وہ اس سے بھاگ رہے ہیں اور اگر آپ ﷺ ان کو قرآن کریم اور سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق فیصلہ کرنے کے لئے بلائیں گے تو آپ ﷺ دیکھیں گے کہ وہ اس سے منہ موڑ کر بھاگ رہے ہیں، اور جب آپ ﷺ ان کے حقائق کا مشاہدہ کریں تو دیکھیں گے کہ ان کے اور ہدایت کے درمیان بہت بڑا فاصلہ ہے اور یہ لوگ حق سے سخت اعراض کرنے والے ہیں۔[19]

یہ منافقانہ طرز عمل عصر حاضر میں ہمیں جابجا نظر آتا ہے عام آدمی سے لے کر حکومت وقت تک اس برائی کا شکار نظر آتے ہیں کہ جہاں اپنی مرضی کے برخلاف دین کے کسی اصول یا حکم کو پایا تو جھٹ سے حیلے بہانوں کی تلاش کرنے لگے کہ اس حکم کا مفہوم در حقیقت تو ایسا نہیں ہے اور اپنے اس نظریہ بد کی تائید کی خاطر وہ ایسے ہی طاغوتی عناصر کی طرف رجوع کرتے ہیں جو اپنے اپنے ذاتی مفادات کی بنا پر ان کی رائے کے مطابق فیصلے کرنے لگتے ہیں۔ ان عناصر میں ہر طبقہ کے کچھ اشخاص شامل ہیں خواہ وہ معاشرے کے کچھ دانشور ہوں یا دینی مکتبہ فکر کے کچھ حضرات ہوں سب اپنے مفادات کی خاطر دینی احکام کی نت نئی تاویلیں نکالنے لگتے ہیں اور بیشتر افراد تو سرے سے اس حکم کو ہی فسخ قرار دے دیتے ہیں کہ موجودہ دور میں یہ حکم قابل عمل رہا ہی نہیں ایسے لوگ محض ایک سراب کے دھوکے میں حقیقت سے منہ موڑے رہتے ہیں اور ناقابل تلافی نقصان اٹھاتے ہیں۔ ان کا یہ طرز عمل منافقانہ چال کو ظاہر کرتا ہے کہ بظاہر جس چیز پر اعتقاد رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں عملی طور پر اسی کا انکار کرتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تو نیت و عمل کی بنیادی اہمیت ہے زبانی جمع خرچ سے بندوں کو دھوکہ دیا جا سکتا ہے مگر رب کائنات کو نہیں جو کہ انسان کے لاشعور سے بھی قریب تر اور قلبی کیفیات سے آگاہ ہے۔

4: شر انگیز عناصر:

ارشاد ربانی ہے :

{لَوْ خَرَجُواْ فِيكُم مَّا زَادُوكُمْ إِلاَّ خَبَالاً ولأَوْضَعُواْ خِلاَلَكُمْ يَبْغُونَكُمُ الْفِتْنَةَ وَفِيكُمْ سَمَّاعُونَ لَهُمْ وَاللّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ}[20]

"اگروہ تم میں نکلتے تو تم میں خرابی کے سوا اور کسی چیز کا اضافہ نہیں کرتے اور ضرور تمہارے درمیان (گھوڑے) دوڑاتے، اس حال میں کہ تم میں فتنہ تلاش کرتے اور تم میں کچھ ان کی باتیں کان لگا کر سننے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان ظالموں کو خوب جاننے والا ہے "

حافظ ابن کثیر اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ یہ لوگ تمہاری صفوں میں شامل بھی ہو جاتے تو محض خرابی و فتنہ ہی پھیلاتے، اس لئے کہ یہ بزدل اور ذلیل لوگ ہیں نیز فرمایا کہ: اور اگر یہ لوگ تمہارے درمیان خوب گھوڑے دوڑاتے اور تم میں فتنہ ڈالتے، یعنی بہت جلد ہی تمہارے درمیان چغل خوری، بغض اور فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے اور تمہاری جانب کچھ اشخاص ان فتنہ گروں کی شرانگیزیوں کی طرف مائل ہوتے ہیں اور ان کے کلام کو اچھا سمجھنے والے ہیں اور جو ان سے خیر خواہی کے طلب گار ہیں، اگرچہ ان کو ان کے حال یعنی نفاق کا علم نہیں ہے اس سے تم مومنین کے درمیان بہت بڑا فتنہ وفساد پیدا ہونے کا اندیشہ تھا۔[21]

5: کم ہمتی وخوف:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{وَيَحْلِفُونَ بِاللّهِ إِنَّهُمْ لَمِنكُمْ وَمَا هُم مِّنكُمْ وَلَكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَفْرَقُونَ---لَوْ يَجِدُونَ مَلْجَأً أَوْ مَغَارَاتٍ أَوْ مُدَّخَلاً لَّوَلَّوْاْ إِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُونَ}[22]

"اور وہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتے ہیں کہ بے شک وہ ضرور تم میں سے ہیں، حالانکہ وہ تم میں سے نہیں اور لیکن وہ ایسے لوگ ہیں جو ڈرتے ہیں، اگر وہ کوئی پناہ کی جگہ پالیں، یا کوئی غاریں، یا کوئی گھسنے کی جگہ تو اس کی طرف لوٹ جائیں، اس حال میں کہ وہ رسیاں تڑا رہے ہوں "

مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں: {وَيَحْلِفُونَ بِاللّهِ إِنَّهُمْ لَمِنكُمْ} لفظ 'حلف' بالعموم اچھے معنوں میں نہیں آتا یہ ایسے لوگوں کی ایک نفسیاتی کیفیت ہے کہ جو لوگ کردار سے عاری ہوں وہ خود کو معتزز دکھانے کی خاطر اکثر جھوٹی قسموں کا سہارا لیتے ہیں۔ چنانچہ قرآن حکیم نے منافقین کے متعلق جگہ جگہ یہ واضح کیا ہے کہ یہ اپنے اخلاقی خلا کو جھوٹی قسموں سے پُر کرنے کی کوشش کرتے ہیں، وہ مسلمانوں کو مطمئن رکھنے کے لئے اصرار کرتے ہیں کہ ہمارے متعلق کسی کو کوئی شبہ نہیں ہونا چاہیئے۔ قرآن حکیم نے فرمایا کہ یہ ہر گز بھی تم میں سے نہیں ہیں بلکہ یہ محض اپنے ڈر اور مفاد کے باعث تمہارے ساتھ بندھے ہوئے ہیں، اب ان کے سامنے کوئی راہ فرار باقی نہیں رہی ہے (فَرِقَ، يَفْرُقُ، فَوقاً) کے معنی ڈرنے اور گھبرانے کے ہیں (فرُو قۃً) بزدل اور ڈرپوک کو کہتے ہیں۔ {لَوْ يَجِدُونَ مَلْجَأً} مطلب یہ کہ ان کو آج بھی کوئی غار یا خفیہ ٹھکانہ مل جائے، جہاں یہ اپنے مفادات کے ساتھ یہ خود کو محفوظ کر سکیں تو یہ ایک دن بھی تمہارے ساتھ رہنا گوارانہ کریں بلکہ رسی تڑا کر یہ بھاگیں گے کوئی اور ٹھکانہ نہیں مل رہا تبھی اپنے خوف اور بزدلی کے باعث یہ تمہارے ساتھ بیٹھے ہیں۔[23]

6: بناوٹی توصیف:

اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

{لاَ تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَواْ وَّيُحِبُّونَ أَن يُحْمَدُواْ بِمَا لَمْ يَفْعَلُواْ فَلاَ تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ}[24]

"ان لوگوں کا ہر گز خیال نہ کریں جو اس پر پر خوش ہوتے ہیں جو انہوں نے کیا اور پسند کرتے ہیں کہ ان کی تعریف اس پہ کی جائے جو انہوں نے نہیں کیا، پس آپ ان کو عذاب سے بچ نکلنے میں ہر گز کامیاب خیال نہ کریں اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے "

((عن ابی سعید الخدری ؓ:ان رجالا من المنافقين على عهد رسول الله ﷺ كان اذا خرج رسول الله ﷺ الى الغزو تخلفو عنه، و فرحو بمقعدهم خلاف رسول الله ﷺ فاذا قدم رسول الله ﷺ اعتذروا اليه و خلفو، و احبو ا ان يحمدو ا بما لم يفعلو ا فنزلت: {لاَ تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَواْ وَّيُحِبُّونَ أَن يُحْمَدُواْ بِمَا لَمْ يَفْعَلُواْ}[25]

"حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں منافقین میں سے بعض ایسے تھے جب آپ ﷺ غزوہ کے لئے نکلے تو وہ غزوہ سے پیچھے رہ گئے اور نبی رحمت ﷺ کے خلاف بیٹھ جانے سے خوش ہوئے، جب نبی کریم ﷺ واپس تشریف لائے تو انہوں نے آپ ﷺ سے معذرت کی اور قسم اٹھائی اور انہوں نے اس بات کو پسند کیا کہ ان کی تعریف کی جائے اس کام پر جو انہوں نے سرانجام نہیں دیے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تھی، "ایسے لوگوں کی پرواہ نہ کریں جو ان کاموں پر مدح سرائی چاہتے ہیں جو سرے سے انہوں نے کبھی انجام ہی نہیں دیئے"

قاضی ثناء اللہ پانی پتی بیان کرتے ہیں: یہاں ان لوگوں کا تذکرہ ہے جو اپنے (بد) کردار پر خوش ہوتے ہیں اور اپنی جھوٹی ثناء چاہتے ہیں سو تم ہر گز مت خیال کرنا کہ ایسے لوگ خصوصی عذاب سے بچے رہیں گے، وہ نہیں بچیں گے {بِمَا أَتَواْ} سے مراد ہے لوگوں کو گمراہ کرنا، فریب کاری کرنا، حق کو چھپانا یا عام گناہ کرنا مراد ہیں۔ {بِمَا لَمْ يَفْعَلُواْ} سے مراد ہے عہد کو پورا کرنا، حق کو ظاہر کرنا، سچی خبر دینا اور دوسری نیکیاں ہیں، بدکرداری پر خوش اس لئے ہوتے ہیں کہ یہی بدکرداری تکذیب نبوت کی مددگار تھی۔ ایسے لوگ منافق ہیں جنہوں نے دل سے تو اطاعت نہیں کی مگر دکھاوے کے لئے اطاعت کا اظہار کرتے ہیں یہ قطعاً اللہ جل شانہ کے فرمانبردار اور زاہد نہیں ہیں مگر خواہش رکھتے ہیں ان کے زہد و اطاعت کو سراہا جائے مگر ان کی اس کاوش کی کوئی اہمیت نہیں ہے کیونکہ اللہ رب العزت تو دلوں کے حال سے باخبر ہے ان کی اس بے عملی و منافقت کی سزا دنیا میں رسوائی، مذمت اور عدم قبول ہے اور مرنے کے بعد آخرت کا عذاب ہے۔[26]

7: نیکی و قطعیت کی حوصلہ شکنی:

اللہ جل شانہ فرماتے ہیں:

{وَمِنْهُم مَّن يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ فَإِنْ أُعْطُواْ مِنْهَا رَضُواْ وَإِن لَّمْ يُعْطَوْاْ مِنهَا إِذَا هُمْ يَسْخَطُونَ} [27]

"اور ان میں سے کچھ وہ ہیں جو تجھ پر صدقات کے بارے میں طعن کرتے ہیں، پھر اگر انہیں اس میں سے دے دیا جائے تو خوش ہو جاتے ہیں اور اگر انہیں ان میں سے نہ دیا جائے تو اسی وقت وہ ناراض ہو جاتے ہیں "

((عن ابی مسعود ؓ قال: لما امرنا بالصدقة کنا نتحامل فجاء ابو عقیل بنصف صاع، و جاء انسان باکثر منه، فقال المنافقون: ان الله لغنی عن صدقة هذا، وما فعل هذا الآخر الا ریاء فنزلت:
{الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ لاَ يَجِدُونَ إِلاَّ جُهْدَهُمْ} [28]

حضرت ابن مسعودؓ روایت کرتے ہیں: انفاق فی سبیل اللہ کا حکم آیا حالانکہ ہم بوجھ اٹھا کر محنت کرنے والے لوگ تھے اور ابو عقیل نے نصف صاع اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور کوئی دوسرا شخص اس مقدار سے زیادہ لے کر آیا تو ان بدخو لوگوں نے کہا بے شک رحمان اس صدقہ سے بے پرواہ ہے دوسرے نے تو صرف دکھاوے کے لئے ہی ایسا کیا ہے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تھی۔

ان کی عیب جوئی اور الزام تراشی سے کوئی بھی انسان کسی بھی حال میں محفوظ نہیں رہ سکتا، یہاں تک کہ صدقہ کرنے والے بھی ان سے نہ بچ سکے، اگر ان میں سے کوئی بہت زیادہ مال لے کر آتا تو کہتے کہ یہ دکھاوا کر رہا ہے اور اگر کوئی تھوڑا مال لانے والا ہوتا تو کہتے "بے شک رحمٰن تو اس کے صدقہ سے غنی ہے۔

8 : جہاد سے بے اعتنائی:

اللہ جل شانہ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتے ہیں :

{وَإِذَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ أَنْ آمِنُواْ بِاللّهِ وَجَاهِدُواْ مَعَ رَسُولِهِ اسْتَأْذَنَكَ أُوْلُواْ الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُواْ ذَرْنَا نَكُن مَّعَ الْقَاعِدِينَ} [29]

"جب کوئی صورۃ اتاری جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد کرو تو ان میں سے دولت مندوں کا ایک طبقہ آپ کے پاس آکر یہ کہہ کر رخصت لے لیتا ہے کہ ہمیں تو بیٹھے رہنے والوں میں ہی چھوڑ دیجئے "

اللہ رب العزت تمام تر اختیار کے باوجود جہاد سے پیچھے رہ جانے والوں کی مذمت و سزا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں یہی لوگ ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ "ہمیں اپنے ساتھ مت لے جائیں! تاکہ ہم بقیہ افراد کی معیت میں رہ سکیں، اور وہ اپنے لئے اس عار اور عورتوں کے ساتھ بیٹھے رہنے پر راضی ہو گئے، لشکر نکلنے کے بعد تو پیچھے رہ جانے والی صرف عورتیں تھیں، اور جب جنگ واقع ہو جائے تو یہی لوگ آخری درجہ کی بزدلی دکھاتے ہیں اور امن کے حالات میں

باتیں کرنے میں لوگوں میں سب سے آگے ہوتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے غزوۂ تبوک میں حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے پیچھے رہ جانے والوں کی سرزنش کی اور فرمایا کہ یہ لوگ حضور ﷺ کے چلے جانے کے بعد پیچھے رہ جانے پر خوش ہو رہے تھے اور انہوں نے اس امر سے منہ موڑا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکل کر آپ ﷺ کے ساتھ اپنی جانوں، اموال سے جہاد کریں اور یہ آپس میں ایک دوسرے کو کہہ رہے تھے کہ سخت گرمی میں مت نکلو کیونکہ کہ اس غزوۂ میں آپ ﷺ بہت شدید گرم موسم میں نکلے تھے جب کہ اس وقت پھل تیار تھے اور درختوں کے سائے بہت ہی گھنے اور شاندار تھے اسی لئے منافقین آپس میں کہنے لگے "گرمی میں مت نکلو" حضرت محمد ﷺ کو حکم دیا گیا آپ ﷺ فرما دیجیئے کہ: جہاد سے پیچھے رہ جانے والوں کا انجام جہنم کی بھڑکتی آگ ہے، یہ آگ اس گرمی سے بہت ہی سخت گرم ہے جس گرمی سے تم بھاگتے ہو"۔

قرآن کریم یہاں ایسے لوگوں کی نفسیاتی کیفیت بیان کر رہا ہے جو کہ اپنے نفس کے غلام ہیں، دنیا پرستی اور آرام وراحت کو اپنے لئے پسند کرتے ہیں، انفاق فی سبیل اللہ سے پہلو تہی کر کے کم ہمتی اور بے حمیتی، بے ایمانی اور دلی کمزوری کا اظہار کرتے ہیں، ان لوگوں نے رحمٰن اور پیغمبر ﷺ کے مقابلے میں امن و سکون اور راحت و عیش کو اپنے لئے پسند کیا۔ آج بھی جو لوگ اپنی ہوائے نفس کی تکمیل کرنے میں مشغول ہیں اور طاغوتی نظریات ان کے اذہان پر مسلط ہیں وہ اندر سے ضعف ہمت اور کمزور ارادوں کے شکار ہیں جو کہ مشکلات کا سامنا کرنے سے کتراتے ہیں وہ آرام طلب زندگی کو ہی ترجیح دیتے ہیں خواہ وہ ذلت آمیز ہی کیوں نہ ہو جبکہ مشقت بھری باعزت زندگی انہیں قبول نہیں ہے۔ اس سوچ کے پیچھے طاغوتی نظریات کا بھی ایک اہم کردار ہے جن کا آج کل سر عام پرچار کیا جا رہا ہے کہ جن کے تحت جہاد جیسے عظیم فریضہ کے معنیٰ ہی تبدیل کر دیئے گئے ہیں۔

لازم ہے کہ عصرِ حاضر کا مؤمن ان طاغوتی نظریات کے پس منظر اور ان کی حقیقت کو سمجھے اور ان کا پرچار کرنے والے لوگ خواہ وہ غیر ہوں یا اپنی ہی جماعت کے ہوں، ان کا علمی و عملی ہر فورم پر مقابلہ کرے۔ ایسا تبھی ممکن ہو گا جب مسلمان خود قرآنی ابلاغ کو سمجھے اس پیغام کی روح کو جانے اور اس پر عمل کرے قرآن حکیم نے جس جہاد کا حکم دیا ہے وہ سراسر انسانیت کی فلاح پر مبنی ہے دنیا کے امن کی ضمانت ہے، کمزور کی مدد اور ظالم کی پکڑ ہے۔

9: برائی کا پرچار اور نیکی کا انکار:

اللہ جل شانہ کا فرمان ہے :

{الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُم مِّن بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمُنكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ وَيَقْبِضُونَ أَيْدِيَهُمْ نَسُواْ اللہَ فَنَسِيَهُمْ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ هُمُ الْفَاسِقُونَ}[30]

"تمام منافق مرد اور منافق عورتیں آپس میں ایک ہی ہیں، یہ بری باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بھلی باتوں سے روکتے

ہیں اور اپنی مٹھی بند

رکھتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کو بھول گئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بھلا دیا بے شک منافق ہی فاسق و بد کردار ہیں "

سید قطب اس آیت مبارکہ کی تشریح میں منافق افراد کی نفسیاتی کیفیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"المنافقون والمنافقات من طينة واحدة، و طبيعة واحدة، المنافقون فى كل زمان و فى كل مكان، تختلف افعالهم و اقوالهم، ولكنها ترجع الى طبع واحد، و تنبع من معين واحد، سوء الطوية و لؤم السريرة، والغمز والدس، والضعف عن المواجهة، والجبن عن المصارحة، تلك سماتهم الاصلية، اما سلوكهم فهو الامر بالمنكر والنهى عن المعروف، والبخل بالمال الا ان يبذلوه رئاء الناس، و هم حين يامرون بالمنكر و ينهون عن المعروف يستخفون بهما، و يفعلون ذلك دساً و همساً، و غمزاً و لمزاً، لانهم لا يجرؤون على الجهر الا حين يامنون، انهم {نَسُواْ اللّهَ}فلا يحسبون الا حساب الناس و حساب المصلحة، ولا يخشون الا الاقوياء من الناس يذلون لهم و يدار و نهم {فَنَسِيَهُمْ}الله فلا وزن لهم ولا اعتبار" 31

"منافقین اور منافقات کی ایک ہی فطرت اور خمیر ہے، ان کا مزاج بھی یکساں ہے، ہر زمان و مکاں میں اور ہمیشہ ان کے یہی خد و خال رہے ہیں۔ ان کے اقوال و اعمال اگرچہ مختلف ہیں لیکن وہ ایک ہی مزاج اور ایک ہی سر چشمے سے ماخوذ ہوتے ہیں یعنی کینہ پروری اور بد فطرتی، خفیہ سازشیں کرنا اور بے جا تنقیدیں کرنا اور کھل کر سامنے آنے سے کترانا، کھل کر بات نہ کرنے کی جرات کرنا وغیرہ۔ یہ منافقین کی اصل علامتیں ہیں ان کا طرز عمل یہ ہے کہ وہ منکر کا حکم دیتے ہیں اور معروف سے روکتے ہیں اور وہ پرلے درجے کے بخیل ہیں، اگر وہ خرچ کرتے بھی ہیں تو یہ محض دکھاوے کی خاطر ہوتا ہے اور جب امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے ہیں تو وہ یہ فرض خفیہ طور پر سرانجام دیتے ہیں، اشاروں کنایوں میں اپنی سرگرمیاں جاری رکھتے ہیں انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کی رضا کو بھلا دیا ہے {نَسُواْ اللّهَ} لہٰذا ان کے ہر کام کی غرض و غایت لوگوں کی رضا یا مالی مفاد ہوتا ہے، یہ لوگ جب خدا سے نہیں ڈرتے تو پھر یہ امین کے زور آور لوگوں سے بہت ڈرتے ہیں یہ انہی لوگوں کے سامنے خوار ہوتے رہتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی ان کو بھلا دیتا ہے {فَنَسِيَهُمْ} لہٰذا اب ان کا کوئی وزن و اعتبار نہیں ہے یہ دنیا میں بھی لوگوں کے سامنے بے وزن و بے اعتبار رہیں گے اور روز محشر اللہ جل شانہ کے ہاں بھی بے وزن و بے اعتبار ہوں گے"۔

10: رسوائی و افواہوں کا سر عام اعلان:

اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے :

{وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُورًا ---وَإِذْ قَالَت طَّائِفَةٌ مِّنْهُمْ يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ إِن يُرِيدُونَ

إِلَّا فِرَارًا }[32]

"اور جب منافق لوگ اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے، کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے ہم سے محض دھوکہ دینے کے لئے وعدہ کیا تھا۔ اور جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا اے یثرب والو! تمہارے لئے ٹھہرنے کی کوئی صورت نہیں، پس لوٹ چلو، اور ان میں سے ایک گروہ نبی سے اجازت مانگتا تھا، کہتے تھے ہمارے گھر تو غیر محفوظ ہیں، حالانکہ وہ کسی طرح غیر محفوظ نہیں، وہ بھاگنے کے سوا کچھ چاہتے ہی نہیں "

قرآن حکیم یہاں بھی ایسے لوگوں کی ذہنیت بیان کر رہا ہے کہ ایک تو یہ خود اپنی کم ہمتی اور بزدلی کے باعث اللہ تعالیٰ کہ راہ میں جہاد، انفاق فی سبیل اللہ اور ایسے دیگر امور میں شمولیت اختیار نہیں کرتے اور اس پر مستزاد یہ کہ باقی مسلمانوں میں مایوسی پھیلانے کی خاطر، ان کے حوصلے توڑنے کے لئے افواہوں کی تشہیر کرنے لگتے ہیں۔ یہ دراصل مسلم جماعت کی رسوائی، ناکامی چاہتے ہیں اور صرف طاغوتی نظریات کا پرچار چاہتے ہیں مسلمانوں سے ان کا کینہ وحسد اور بغض وعناد ان سے یہ سب بزدلی کے کام کراتا ہے۔

11: مؤمنین کے ازلی دشمن :

ابن کثیر سورۃ العمران کی آیات 118 اور 120 کی روشنی میں فرماتے ہیں: اللہ جل شانہ اپنے مؤمن بندوں کو منع فرمارہے ہیں کہ وہ منافقین کو اپنا ہمراز نہ بنائیں جنہیں ان کی خفیہ باتوں کا علم ہو اور دشمن کے متعلق پوشیدہ رازوں کو جان سکیں۔ منافقین سے جتنا ہو سکتا ہے وہ مومنوں کی مخالفت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے ہیں اور ہر ممکن طریقہ سے انہیں گزند پہنچانے کے درپے رہتے ہیں اور ان سے جتنی بھی دھوکہ بازی اور مکر ممکن ہو سکتا ہے، وہ کر گذرتے ہیں اور وہ ہمیشہ چاہتے ہیں کہ مومن تکلیف، مصیبت اور تنگی میں مبتلا ہوں۔ یہ طاغوتی عناصر کسی بھی شکل میں ہوں ان کا کردار مسلمانوں کے لئے یہی ہوتا ہے جو کہ قرآن کریم بیان کر رہا ہے۔ یہ ہر حال میں مومنین کو تکلیف میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں بظاہر انہوں نے اچھائی کا لبادہ بھی اوڑھ رکھا ہو مگر حقیقت میں یہ دشمن ہی رہیں گے، ان میں غیر مسلم یہود ونصاریٰ، مشرکین، منافقین اور مسلمانوں کی جماعت میں شامل وہ لوگ بھی ہیں جو طاغوتی نظریات کے حامی ومددگار ہیں اور عملی طور پر ان کے آلہ کار بنتے ہیں۔[33]

12: طاغوتی طاقتوں کا نفسیاتی حربہ :

طاغوتی عناصر حق کو دبانے کی خاطر راست باز افراد پر ہر وہ انداز اختیار کرتے ہیں کہ جس سے وہ صراط مستقیم سے ہٹ جائیں، اس کا ایک حصہ زبانی کلامی تشدد بھی ہے، یعنی کوفت پہنچاؤ، ذہنی اذیت پہنچاؤ، لوگوں کو نفسیاتی طور پہ مجروح کر دیا جائے کہ وہ اپنی عزت نفس اور وقار کو بچانے کی خاطر پیچھے ہٹ جائیں، ان کی قوت ارادی پر کاری ضرب لگا کر اسے ختم کر دیا جائے۔ حق بات کرنے والے پر ہر قسم کی الزام تراشی کی جاتی ہے، یہ سب باتیں ایسی نفسیاتی اذیتیں سیرت مطہرہ ﷺ

میں ہمیں ملتی ہیں مکی دور میں تیرہ سال تک حضور ﷺ پر ہر قسم کا جسمانی، نفسیاتی تشدد کیا گیا جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے :

{وَقَالُواْ يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ}[34]

''اور کہااے آدمی تو یہ سمجھتا ہے کہ اس پر کوئی ذکر نازل ہو رہا ہے، ہم تو تم کو پاگل سمجھتے ہیں ''

ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں: جس آدمی کو بھی عربی زبان سے ذرا سی واقفیت ہو تو وہ بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ یہ جملہ کس قدر زہر میں بجھا ہوا ہے اب یہ بات حضور نبی رحمت ﷺ پر کس قدر گراں گزرتی ہو گی، اس کو اعصابی جنگ (Nervous War) کہتے ہیں کہ ہر ایک حربہ سے ان کی قوت ارادی کو کمزور کر کے ان کے اندر موجود آہنی عزیمت کو سرے سے ختم کر دیا جائے۔اس ضمن میں ارشاد ربانی ہے :

{وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ}[35]

''اے محمد ﷺ ہمیں خوب معلوم ہے کہ جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں اس سے آپ ﷺ کا سینہ بھینچنے لگتا ہے ''

یعنی آپ ﷺ کو شدید ذہنی اذیت و کوفت ہوتی ہے، حالانکہ یہی محمد عربی ﷺ تھے کہ جن کو دیکھتے ہیں یہ لوگ پکارا کرتے: جاءالصادق، جاءالامین۔ ہر جگہ خیر مقدم کیا جاتا تھا اور اب یہ عالم ہے کہ کوئی مجنوں تو کوئی دیوانہ کہہ کے پکارتا ہے، کوئی شاعر تو کوئی ساحر کہتا ہے، قرآن کریم کہتا ہے : {وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَّجْنُونٌ}[36]

''اور انہوں نے کہا یہ تو (معاذاللہ) سکھایا پڑھایا باؤلا ہے ''

یعنی آپ ﷺ کو کوئی اور پڑھاتا سکھاتا ہے اور ہم پہ آکر دھونس جماتا ہے کہ یہ کلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ کبھی ان سے کہا جاتا کہ آپ ﷺ پر آسیب کا سایہ ہو گیا ہے تو ایسی باتیں سن کر حضور ﷺ کے دل پر کیا گزرتی ہو گی۔ استہزاء و تمسخر بھی بلاشبہ تشدد ہوتا ہے بلکہ ذہنی اور نفسیاتی تشدد سے بڑا اور کوئی تشدد نہیں ہے، جسمانی تکلیف اے کہیں زیادہ ذہنی اذیت تکلیف دیتی ہے، چنانچہ ابتدائی تین سال تک اعصاب شکنی کی پوری کوشش ہوتی رہی تا کہ آپ ﷺ کے اعصاب ٹوٹ کر رہ جائیں اور آپ ﷺ میں وہ ہمت باقی نہ رہے کہ حق پہ قائم رہ سکیں۔ بعض عامل لوگوں نے بہت سی ریاضتوں کے ذریعے سے اپنی آنکھوں کے اندر ایک خاص کشش اور شمک پیدا کر لی ہوتی ہے وہ قوت ارادی کو اپنی آنکھوں میں اس طور سے مرتکز کر لیا ہوتا ہے کہ وہ کسی کو گھور کر دیکھیں تو وہ دہل کر رہ جائے اور اس کی قوت ارادی پاش پاش ہو جائے، یہ نفسیاتی مشقیں دنیا میں ہر دور میں ہوتی رہی ہیں اور آج کے دور میں تو اس نے باقاعدہ ایک فن کی صورت اختیار کر لی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ پر بھی اس قسم کی کوششیں کی گئی تھیں۔استہزاء و تمسخر کے یہ الفاظ آپ ﷺ کے قلب مبارک پر تیر کی طرح جا کر لگتے ہوں گے، تاریخی مطالعہ یہ واضح کرتا ہے کہ اس قسم کے عاملین کی باقاعدہ

خدمات حاصل کی گئیں کہ وہ اپنی نگاہوں سے جناب ﷺ کی قوت ارادی کو پاش پاش کر کے رکھ دیں۔[37]

یہ ایک حقیقت ہے کہ ذہنی و نفسیاتی حملے انسان کی قوت ارادی کو توڑ دیتے ہیں، مگر توحید کی شمع اگر بالقوۃ قلوب میں اپنے قدم جمالے تو دنیا کی کوئی طاقت، کوئی حربہ اسے متزلزل نہیں کر سکتا۔ قرآنی ابلاغ میں یہی تخصص نمایاں طور پہ پایا جاتا ہے کہ وہ انسان کی نفسیات میں رب العالمین کے وحدہ لاشریک ہونے کا تصور اس طرح سے جاگزیں کرتا ہے کہ انسان کی قوت ارادی آہنی بنیادوں پہ قائم رہتی ہے۔ اور تمام ادوار کی طرح عصر حاضر کے مسلمان کو بھی اسی قوت ارادی کی ضرورت ہے کہ جس کی بنیاد پر ہی وہ تمام طاغوتی عناصر کا ڈٹ کر مقابلہ کر سکتا ہے۔

نتائج: (Conclusion)

قرآنی ابلاغ مسلمانوں کو نفسیاتی طور یہ امر باور کرا دیتا ہے کہ وہ مضبوط اساس پر کھڑے ہیں اس نفسیاتی کیفیت کی وجہ سے ان کی جبلت اور فہم اس بات پر پختہ ہو جاتا ہے کہ ان کا ہر فعل پروردگار کے لئے ہے خواہ اس کی راہ میں لڑنے کا عمل ہو، خواہ اور کیسی بھی مشکل درپیش ہو، ان تمام طاغوتی طاقتوں کا مقابلہ نہایت جرات و ہمت سے کرنے کو تیار ہو سکتے ہیں کیونکہ قرآنی ابلاغ کی تاثیر ان کا نفس کو اس حقیقت کا ادراک کرا دیتی ہے کہ ان کی تمام تر کاوشیں اس خالق کائنات کی خوشنودی کی ہی خاطر ہیں، اس میں کوئی ذاتی وجوہ نہیں ہے، نہ ہی یہ ذاتی مفادات پر مشتمل ہے اگر بات جنگ کی ہو تو اس میں ان کی ذات، خاندان، رشتہ دار، نسل، قوم کا کوئی مفاد ہے۔ اس سے اگلے مرحلے میں ان کو قوی یقین ہوتا ہے کہ ان کے بالمقابل طاغوت سراسر اہل باطل ہیں اور وہ سب باطل کو حق پر غالب کرنے کے درپے ہیں، کیونکہ وہ انسانوں کے بنائے ہوئے جاہلی نظام کو رائج کرنے کے لئے کاوشیں کر رہے ہیں جبکہ پروردگارِ عالم کی شریعت ہی برحق نظام ہے جسے طاغوتی قوتیں مغلوب کر کے انسانی قانونی نظام رائج کرنا چاہتی ہیں جو کہ انسانیت پر اپنی اصل میں بہت بڑا ظلم ہے کہ اس پر انسانوں کے ہی بنائے ہوئے قوانین مسلط کیئے جائیں کیونکہ اس سے ان کے حقوق غصب ہوتے ہیں اور یہ استحقاق صرف خدائے واحد بزرگ و برتر کا ہے کہ انسان اس کے بنائے قانون کے تابع ہوں۔

تجاویز و سفارشات: (Recommendations)

آج سوئے قسمت ہمارے نظام معاشرت میں طاغوتی عناصر کا غلبہ نظر آتا ہے۔ قرآن حکیم کی رو سے ہم سب سے افضل امت ہیں، اس لئے ہمیں اپنا کردار ادا کرتے ہوئے قوانین قرآن کے نفاذ میں کوشاں ہونا ہو گا جو دراصل انسانی حقوق اور کسی بھی معاشرے کی خوشحالی کی اساس ہیں۔ اس ضمن میں کچھ تجاویز و سفارشات پیش خدمت ہیں ان پر عمل پیرا ہونے اسلامی معاشرے میں پیدا ہونے والی مایوسی اور ناامیدی کا خاتمہ ممکن ہے۔

1: قرآن حکیم کی روشنی میں باطل نظریات کی بنیاد کو سمجھا جائے اور معاشرہ میں ان کی حقیقت اور تباہ کن اثرات کے متعلق آگاہی پھیلائی جائے۔

2: عصر حاضر میں جو افراتفری، بے چینی، بے اطمینانی اور خودکشی کا بڑھتا ہو ارجحان ہے اس کی سب سے بڑی وجہ باطل نظریات کا غلبہ اور دینی شعور کا فقدان ہے۔ شعور پیدا کرنے کے لئے آج کل سب سے مؤثر ذریعہ الیکٹرانک میڈیا ہے جو کہ بدقسمتی سے فحاشی و عریانی، تشدد، دہشت اور شر کے فروغ میں ہمہ تن مصروف ہے۔ان حالات میں دینی باشعور افراد کا یہ بنیادی فرض ہے کہ وہ قلم اور آواز کے ذریعے قرآنی پیغام کا پرچار کریں اور اس کے ایسے پہلوؤں کو اجاگر کریں جو کہ سراسر انسانیت کی فلاح پر مبنی ہیں۔

3: معاشی مسائل، گھریلو ناچاقی، بے صبرا پن، نا آسودہ سماجی حالات کے شکار لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت و مدد کا اس انداز میں یقین دلایا جائے جس انداز میں قرآن حکیم دلاتا ہے۔

4: قرآن کریم جس تہذیب کا علمبردار ہے اس کے پہلوؤں کو اجاگر کیا جائے لوگوں کو ان گمراہ کن مختلف تہذیبوں اورثقافت کے تباہ کن نتائج سے آگا ہ کیا جائے،مذہبی روایات و اقدار کی پاسداری کو عملی بنانے کے لئے قرآن حکیم کے پیغام کو ہر ممکن طور پر بیان کیا جائے۔

5: نوجوان کسی بھی معاشرے کا سرمایہ ہوا کرتے ہیں لازم ہے کہ آج کے نوجوان کو انٹرنیٹ و ٹیکنالوجی کے منفی اثرات کے سیلاب میں بہنے سے بچایا جائے اور ان میں یہ شعور پیدا کیا جائے کہ ان کی معاشرے میں کتنی اہمیت ہے وہ کس طرح سے مثبت کردار ادا کر سکتے ہیں اور ان کے میلانات و رجحانات کو قرآن حکیم کے پیغام کی طرف راغب کیا جائے، ایک بار وہ اس طرف راغب ہو گئے تو ان کے قلوب حب الٰہی سے سرشار ہو جائیں گے جس سے معاشرہ صحیح اسلامی خطوط پر استوار ہو سکے گا۔

مزید تحقیق کے لئے چند ممکنہ نکات:

اس موضوع کے متعلق مزید تحقیق کے لئے مندرجہ ذیل نکات زیر بحث لائے جاسکتے ہیں:

1: طاغوتی عناصر کے مزید باطل نظریات پر بحث کی جاسکتی ہے اس ضمن میں غیر مسلم منفی تہذیبی اثرات، ہوائے نفس کی تکمیل، مادیت پرستی، سیکولرازم وغیرہ کو زیر بحث لایا جاسکتا ہے۔

📄: عصری تناظر میں طاغوتی عناصر ہونے کی بناپر معاشرہ کی بدامنی، عدم استحکام، اضمحلال کا تفصیلی جائزہ لیا جاسکتا ہے کہ معاشرے میں اس کے باعث کس طرح کے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

3: منفی اثرات کو ختم کرنے کے لئے قرآنی ابلاغ کی روشنی میں اسلامی نظام معاشرت کے ان تخصصات کو زیر بحث لایا جاسکتا ہے کہ جن کے عملی اطلاق کی صورت میں معاشرہ ترقی وفلاح کی راہ پر گامزن ہو سکتا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] علامہ راغب اصفہانی، المفردات فی غریب القرآن، اہل حدیث اکادمی: لاہور، جنوری، 1971ء، ص:317

Allama Raghib Isfahani, Almufridaat Fi Ghareeb ul Quran, Ahl e Hadith Academy:Lahore,January,1971,P.317

[2] البقرۃ2:256

Surah Al-Baqarah,2:256

[3] البقرۃ2:257

Surah Al-Baqarah,2:257

[4] النساء4:60

Surah Al-Nisa,4:60

[5] النساء4:76

Surah Al-Nisa,4:76

[6] الزمر39:17

Surah Al-Zumar,39:17

[7] المفردات فی غریب القرآن، ص:317

Almufridaat Fi Ghareeb ul Quran, P.317

[8] البقرۃ2:256

Surah Al-Baqarah,2:256

[9] سیّد قطب شہید، تفسیر فی ظلال القرآن، دار الشروق: بیروت، الطبعۃ الشریعۃ الاولیٰ:1972، الطبعۃ الشریعۃ الرابعۃ والثلاثون، 1425ھ-2004ء 1/ 292

Syed Qutab Shaheed, Tafseer Fi Zilal ul Quran, Darul Sharooq: Beirut, Vol 1:1972, Vol 34: 2004,P.292

[10] محمد ثناءاللہ پانی پتی، تفسیر مظہری، المکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ، 1/505

Muhammad Sanaullah Pani Patti, Tafseer Mazhari, Almaktabah Rasheedia, Quetta, Vol:1, P.505

[11] علامہ امین احسن اصلاحی، تدبر القرآن، فاران فاؤنڈیشن لاہور: پاکستان، ذیقعد1430ھ-نومبر2009ء، 1/590، 591

Allama Ameen Ahsan Islahi, Tadaba ul Quran, Faran Foundation Lahore: Pakistan, November 2009, Vol:1, P.590,591

[12] البقرۃ2:256

Surah Al-Baqarah,2:256

[13] النساء4:76

Surah Al-Nisa,4:76

[14] النساء4:60،61

Surah Al-Nisa,4:60,61

[15] النساء4:67

Surah Al-Nisa,4:67

[16] میاں محمد جمیل بن میاں محمد ابراہیم، فہم القرآن، ابوہریرہ اکیڈمی 37، اقبال ٹاؤن، لاہور

Mian Muhammad Jamil Bin Ibrahim, Fahmul Quran, Abu Huraira Academy 37, Iqbal Town Lahore

[17] النور 21:24

Surah Al-Noor, 24: 21

[18] خالد علوی، ڈاکٹر، اسلام کا معاشرتی نظام، الفیصل ناشران وتاجران کتب، لاہور، 2009ء، ص:639

Khalid Alvi, Dr, Islam Ka Mua'sharti Nizaam, Al Faisal Nashiran o Tajiran Kutab Lahore, 2009, P.639

[19] ابن قیم، شمس الدین ابی عبد اللہ محمد الجوزیۃ، المتوفی 691ھ-751ھ، مدارج السالکین، مکتبۃ دار البیان، الطبعۃ الثانیہ 1424ھ-2003ء، 353/1

Ibn e Qayyam, Shams Uddin Abi Abdullah Muhammad Aljozia (691-751AH), Madaraj ul Salikeen, Maktabah Dar ul Bayan, Vol:2, 2003, P.353

[20] التوبۃ9:47

Surah Al-Tauba,9:47

[21] ابن کثیر، الحافظ عما د الدین ابی الفداء اسماعیل القرشی الدمشقی (م:774ھ) تفسیر القرآن العظیم، مکتبۃ دارالفیحاء: دمشق، مکتبۃ دار السلام: الریاض، الطبعۃ الثانیہ:1418ھ-1998ء، 4 /160

Ibn e Kaseer, Alhafiz Imaduddin Abi Alfida Ismaeil Alqarshi Aldamishqui (774 AH), Tafseer Alquran ul Azeem, Maktabah Dar ul Feeha, Damascus, Mkatabah Dar ul Salam, Riadh, 1998, Vol: 2, P.160

[22] التوبۃ9:56،57

Surah Al-Tauba,9:56,57

[23] تدبر القرآن، 3/ 589،590

Tadaba ul Quran, Vol: 3, P. 589, 590

[24] آل عمران3:188

Surah Al-Imran,3:188

[25] البخاری، الامام ابی عبد اللہ محمد بن اسماعیل (194ھ-256ھ)، صحیح البخاری، دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض، الطبعۃ الثانیۃ، ذوالحجۃ 1319ھ-مارچ 1999م، کتاب التفسیر، باب {لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا}، رقم الحدیث: 4900، ص: 778

Al-Bukhari, Al-Imam Abi Abdullah Muhammad Bin Ismael (194-256 AH), Sahih Al-Bukhari, Darrussalam Lilnashro-wat-Tozeeh, Al-Riadh, 2nd ed, Zulhaj 1319 AH. March 1999, Kitab-ul-Tafseer , H#4900, P:778

[26] تفسیر المظہری، 2/196، 197 ملخصاً

Tafseer Mazhari, Vol:2, P.196.197

[27] التوبۃ 9:58

Surah Al-Tauba,9:58

[28] صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب قولہ {الَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقَاتِ} رقم الحدیث: 4668، ص: 108

Sahih Al-Bukhari, Kitab-ul-Tafseer, H#4668, P:108

[29] التوبۃ 9:86

Surah Al-Tauba,9:86

[30] التوبۃ 9:67

Surah Al-Tauba,9: 67

[31] تفسیر فی ظلال القرآن، 3/ 1673

Tafseer Fi Zilal ul Quran, Vol:3, P.1673

[32] الاحزاب 33:12، 13

Surah Al-Ahzab, 33: 12,13

[33] تفسیر القرآن العظیم، 2/106

Tafseer Alquran ul Azeem, Vol:2, P.106

[34] الحجر 15:6

Surah Al-Hajar, 15: 6

[35] الحجر 15:97

Surah Al-Hajar, 15: 97

[36] الدخان 44:14

Surah Al-Duhaan, 44:14

[37] ڈاکٹر اسرار احمد، منہج انقلاب نبوی، مرکزی انجمن خدام القرآن: لاہور، اگست، 2003، ص: 93، 95

Dr. Israr Ahmad, Manhaj Inqalab Nabwi, Markazi Anjuman Khudam ul Quran Lahore, August 2003, P. 93,95